

إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَجِیْ مِنْكُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَسْتَجِیْ مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا
 سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ
 وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِرُوا آوَارَاجَهُ مِنْ
 بَعْدِ ۚ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝۵۴ إِنَّ تُبَدُّ وَاشْيَاءَ أَوْ تُخْفَوُ فَإِنَّ
 اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۵۵

حقیقت یہ ہے کہ اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے، اور وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں،
 اور اللہ حق بات میں کسی سے نہیں شرماتا۔ اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے
 پیچھے سے مانگو۔^(۳۵) یہ طریقہ تمہارے دلوں کو بھی اور اُن کے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ
 ہوگا۔ اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ اُن کے
 بعد اُن کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین بات ہے۔ ﴿۵۳﴾ چاہے
 تم کوئی بات ظاہر کرو، یا اُسے چھپاؤ، اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ ﴿۵۴﴾

تھا، اس لئے اس آیت میں آپ کے گھروں کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے، لیکن ان آیتوں کے احکام عام
 ہیں۔ ادب یہ سکھایا گیا ہے کہ اول تو کسی کے گھر میں بلا اجازت جانا منع ہے۔ دوسرے اگر کسی نے کھانے کی
 دعوت کی ہے تو کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں ہے جس سے میزبان کو تکلیف ہو، چنانچہ کھانے کے
 وقت سے بہت پہلے جا بیٹھنا یا کھانے کے بعد دیر تک اس طرح بیٹھے رہنا جس سے میزبان کی آزادی میں خلل
 آئے، اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔

(۳۵) اسلامی معاشرت کا یہ دوسرا اہم حکم ہے، اور اس کے ذریعے خواتین کے لئے پردہ واجب کیا گیا ہے۔
 یہاں اگرچہ براہ راست خطاب از واریج مطہرات کو ہے، لیکن حکم عام ہے جیسا کہ آگے آیت نمبر ۵۹ میں اس کی
 صراحت آ رہی ہے۔

مُسْتَقْبِلِينَ بِحَبِيبٍ ﴿١٠﴾ مجرور معطوف على ناظرين أو منصوب أي لا تدخلوها مستأنسين وقيل تقديره ولا تمكثوا مستأنسين فهو عطف جملة على جملة نهوا أن يطيلوا الجلوس يستأنس بعضهم ببعض، لأجل حديث يحدثه به ﴿إِنَّ دَلِيلَكُمْ﴾ اللبث ﴿كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾ لتضييق المنزل عليه وعلى أهله واشتغاله بما لا يعنيه تعليل لما سبق ﴿فَلْيَسْتَنِي﴾ ينصركم ولا يخرجكم عطف على الجملة الاسمية السابقة ﴿وَاللَّهُ لَا يَسْتَنِي﴾ عطف أو حال أو معترضة أي لا يترك الله تادييكم حياة فإن التاديب حق، وقال البيضاوي يعني إخراجكم حق فينبغي أن لا يترك حياة كما لا يترك الله الحق فيأمركم بالخروج ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُ﴾ أي نساء النبي ﷺ لدلالة بيوت النبي عليهن لأن فيها نساؤه ﴿مَتَنَّا﴾ أي شيئاً ينتفع به استمارة أو استهباباً أو ردّاً للمعارية ﴿سَأَلْتُمُوهُ﴾ المتاع ﴿مِنْ رَّبِّهِ جَهَنَّمَ﴾ أي السر الجملة الشرطية معطوفة على قوله ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ قال البغوي فبعد آية الحجاب لم يكن لأحد أن ينظر إلى امرأة من نساء رسول الله ﷺ منتقبة كانت أو غير منتقبة ﴿دَلِيلَكُمْ﴾ أي السؤال من وراء الحجاب ﴿أَمْهَرُ لِقَاؤِكُمْ وَقُلُوبُهُنَّ﴾ من الخواطر الشيطانية الجملة تعليل لما سبق.

أخرج ابن أبي حاتم عن ابن زيد قال بلغ النبي ﷺ أن رجلاً يقول لو توفي النبي ﷺ تزوجت فلانة من بعده فنزلت ﴿وَمَا كَانَ﴾ أي ما صح ﴿لَكُمْ أَنْ تُزْوَا رَسُولَ اللَّهِ﴾ أي تفعلوا ما يكرهه ﴿وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَيْنِهِ﴾ أي من بعد وفاته أو فراقه ﴿أَهْلًا﴾ وأخرج ابن أبي حاتم عن ابن عباس قال نزلت في رجل قَمَّ أن يتزوج بعض نساء النبي ﷺ بعده، قال سفيان ذكر أنها عائشة وأخرج عن السدي قال بلغنا أن طلحة بن عبيد الله قال أيعجبنا محمد عن بنات عمنا ويتزوج نساءنا من بعدنا لئن حَدَّثَ حَدَّثَ لتزوجن نساء من بعده فأنزلت هذه الآية، وأخرج ابن سعد عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم قال نزلت في طلحة بن عبيد الله لأنه قال إذا توفي رسول الله ﷺ تزوجت عائشة، وأخرج جوهري عن ابن عباس أن رجلاً أتى بعض أزواج النبي ﷺ فكلمها وهو ابن عمها فقال النبي ﷺ لا تقوم من هذا المقام بعد يومك هذا فقال يا رسول الله إنها ابنة عمي والله ما قلت لها منكراً ولا قالت لي، قال النبي ﷺ قد عرفت ذلك إنه ليس أحدٌ أغبر من الله وإنه ليس أحدٌ أغبر مني فمضى فقال يمنعني من كلام ابنة عمي لا تزوجها من بعده فأنزل الله تعالى هذه الآية، قال ابن عباس فأعتق ذلك الرجل رقبة وحمل عشرة أبعرة في سبيل الله وحج ماشياً توبة من كلمته، قال البغوي روى معمر عن الزهري أن العالية بنت ظبيان التي طلقها النبي ﷺ تزوجت رجلاً وولدت له وذلك قبل تحريم أزواج النبي ﷺ على الناس قال البيضاوي خصمت التي لم يدخل بها النبي ﷺ، روي أن الأشعث بن قيس تزوج المستعينة في أيام عمر رضي الله عنه فهم عمر برجمها فأخبر أنه ﷺ فارقها قبل أن يمسا فتركه من غير تكبير ﴿إِنَّ دَلِيلَكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ أي ذنباً عظيماً قلت وجزاء أن يكون ذلك لأجل أن النبي ﷺ حي في قبره ولذلك لم يورث ولم يتشم أزواجه عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: «من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائياً أبلغته» رواه البيهقي

التفسير المظهري

تأليف

الشيخ القاضي محمد شفاء الله
العثماني الحنفي المظهري ألباني بتي
المتوفى ١٢٢٥ هـ

وضع مراحله وشرحه آياته وأحكامه
إبراهيم شمس الدين

المجلد الخامس

المحتوى:

من أول سورة الحج - إلى آخر سورة الأعراف

مكتبة فاروقية
خيبر ماركيت كوئته

صحابہ کرام کو آداب النبی کی تعلیم یعنی بدون حکم و اجازت کے دعوت میں مت جاؤ اور جب تک بلائیں نہیں پہلے سے جا کر نہ بیٹھو کہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے۔ اور گھر والوں کے کام کاج میں ہرگز واقع ہو۔

یعنی کھانے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھر کا رستہ لینا چاہئے۔ وہاں مجلس بٹمانے سے میزبان اور دوسرے مکان والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ باتیں کوئی کے مکانوں کے متعلق فرمائی ہیں۔ کیونکہ شان نزول کا معلق ان ہی سے تھا۔ مگر مقصود ایک عام آداب سکھانا ہے۔ بے دعوت کسی کے یہاں کھانا کھانے کی غرض سے جائز نہیں یا طفلی بن کر جانا، یا کھانے سے قبل ہیں ہی مجلس بٹمانا، یا قاریغ ہونے کے بعد گپ شپ لانا درست نہیں۔

آپ کا حکم و حیا یعنی آپ حیا کی وجہ سے اپنے نفس پر تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ لحاظ کی وجہ سے صاف نہیں فرماتے کہ اٹھ جاؤ مجھے گفت ہوتی ہے یہ تو آپ کے اخلاق اور سروت کی بات ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو تمہاری تادیب و اصلاح میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اس نے بہر حال پیغمبر ہی کی زبان سے اپنے احکام سنا دیئے۔

صحابہ کرام کو پردے کا حکم حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "یہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آداب سکھائے۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے ہاتھیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ ان کے واسطے اللہ نے فرما دیا، اور اس آیت میں حکم ہوا پردہ کا کہ مرد حضرت کی ازواج کے سامنے نہ جائیں کوئی چیز مانگتی ہو تو وہ بھی پردہ کے پیچھے سے مانگیں اس میں جانہیں کے دل سحرے اور صاف رہتے ہیں اور شیطانی وساوس کا استیصال ہو جاتا ہے۔

ازواج مطہرات اُمت کی مائیں ہیں یعنی کافر منافقین جو چاہیں بکتے پھریں اور ایذا رسانی کریں، مومنین جو دلائل و براہین کی روشنی میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی راستبازی اور پاکبازی کو معلوم کر چکے ہیں، انہیں لائق نہیں کہ حضور کی حیات میں بیوقوفات کے بعد کوئی بات ایسی کہیں یا کریں جو خلیفہ سے خلیفہ درجہ میں آپ کی ایذا کا سبب بن جائے۔ لازم ہے کہ مومنین اپنے محبوب و مقدس پیغمبر کی عظمت شان کو ہمیشہ مرعی رکھیں۔ مبادا غفلت یا تساہل سے کوئی تکلیف دہ حرکت صادر ہو جائے اور دنیا و آخرت کا خسارہ اٹھانا پڑے۔ ان تکلیف دہ حرکات میں سے ایک بہت سخت اور بڑا بھاری گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص ازواج مطہرات سے آپ کے بعد نکاح کرنا چاہے یا ایسے نالائق ارادہ کا حضور کی موجودگی میں اظہار کرے۔ ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کی خصوصیت عظمت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کی وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ روحانی حیثیت سے وہ تمام مومنین کی محترم مائیں قرار دی گئیں۔ کیا کسی اجنبی کے عقد نکاح میں آنے کے بعد ان کا یہ احترام کھٹکھٹا ہو سکتا ہے یا آپ کے بعد وہ ناگنی بکھینچوں میں پڑ کر تعلیم و تلقین دین کی اس اعلیٰ غرض کو آزادی کے ساتھ پورا کر سکتی ہیں جس کے لئے ہی فی الحقیقت قدرت نے نبی کی زوجیت کے لئے ان کو چنا تھا۔ اور کیا کوئی پرلے درجہ کا بے حس و بے شعور انسان بھی باور کر سکتا ہے کہ سید البشر امام المستنیر اور بیکر خلق عظیم کی خدمت میں عہدہ دارنے والی خاتون ایک لمحہ کے لئے بھی کسی دوسری جگہ رہ کر قلبی مسرت و سکون حاصل کرنے کی امید رکھ سکے گی۔ خصوصاً جبکہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ وہ منتخب خواتین تھیں جن کے سامنے دنیا و آخرت کے دو راستوں میں سے ایک راستہ انتخاب کے لئے پیش کیا گیا تو انہوں نے بڑی خوشی اور آزادی سے دنیا کے پیش و بہار پر لات مار کر اللہ و رسول کی خوشنودی اور آخرت کا راستہ اختیار کر لینے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ حضور کی وفات کے بعد کیسے حدیم الطہر زہد و ورع اور صبر و توکل کے ساتھ ان مقدس خواتین جنت نے عبادت الہی میں اپنی زندگیاں گزاریں اور احکام دین کی اشاعت اور اسلام کی خدمات ہمہ کے لئے اپنے کو وقف کئے رکھا ان میں سے کسی ایک کو کبھی بھول کر بھی دنیا کی لذتوں کا خیال نہیں آیا۔ اور کیسے آسکتا تھا جبکہ پہلے ہی حق تعالیٰ نے "يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُتُبَكُمْ تُطَهَّرُونَ" فرما کر ان کے تزکیہ و تطہیر کی کفالت فرمائی تھی۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ وَارْضَاهُنَّ وَجَعَلْنَا مِمَّنْ يَعْلَمُهُنَّ حَقَّ تَعْظِيمُهُنَّ فَوْقَ مَا نَعْظُمُ امهاتنا النبی و لدننا، امیں

اللہ کی نہایت عزت و تکریم سے حضرت مولانا محمد قاسم ناٹوٹوی قدس سرہ کی کتاب آداب حیات میں ہے۔

الْمَدِينَةُ الْأَكْرَمُ الْمَكَّةُ الْمُحَرَّمَةُ

تفسیر عثمانی



پارہ ۳۱ تا ۳۰

ترجمہ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن بریلوی
تفسیر: شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی

اضافہ عنوانات و تشکیک بدیع

جناب محمد ولی رازی صاحب درافتت ہوا، مفتوح ہو شفیق صاحب توفیق

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

ڈیوید پبلیشرز، ۲۲/۱۱/۲۰۱۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لَكَ
 يَوْمَ الدِّينِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ
 الْخَلَائِقِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ -

بعد حمد و صلوٰۃ کے بندہ، یسجدانِ کمترین خلائق محمد قاسم عفی عنہ وعن والدیہ وعن جمیع
 المسلمین جس کی یسجدانی پر اس کی پریشانی و بے سرو سامانی اور اس کے کمترین خلائق ہونے پر
 اس کی ناشائستگی اور نادانی گواہ ہے قدر شناسانِ کلام ربانی جن کبیرانِ نکات آیات سے
 ترقی ایمانی اور محبانِ نبی کی خدمت میں جن کو شرح کلمات محمدی سے شادمانی ہو عرض پر داز
 ہے چند سال گزرے کہ حسب ایمائے بعض بزرگانِ واجبِ الاطاعت شیعوں کے جواب
 لکھتا تھا اثنائے تحریر جواب طعنِ فدک میں منجانب اللہ یوں خیال میں گذرا کہ اگر حکم میراث رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عام اور حدیث لا نُؤَدِّثُ مَا تَرَکْنَا مَصَدَّقَةً، کو موضوع
 اور غلط کہا جائے تو یہ دعوائے حیاتِ انبسی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو زبانِ زد خاص و عام اہل اسلام
 ہے خود بخود باطل ہو جائے گا۔ اور اس دعویٰ کا منقوض ہونا منکروں کے کام آئے گا۔

الغرض آپ کی حیاتِ حدیث مذکور کی مصدق اور حدیث مذکور دعویٰ حیات کی مؤید
 نظر آئی۔ اور اس وجہ سے علماء اہل السنۃ کی حقانیت اور خوش فہمی کا یقین ہوا۔ **بوقت**
 تحریر مذکور اتنے ہی لکھنے کا اتفاق ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور **ن**
 گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزت گزین ہیں جیسے ان کا مال قابلِ اجرائے حکم میراث
 نہیں ہوتا ایسے ہی آپ کا مال بھی محلِ توریت نہیں بعد اتمام تحریر مذکور، چند سال تحریر

در اثبات حلیت بزرگات سرور کائنات علیه الصلوٰۃ والسلام

اب حلیت

تألیف

مجتهد الاسلام آیت عظمیٰ آیات اللہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

نور اللہ مرقدہ استوفی ۱۲۹۶ھ



ادارہ نالیفات افسانہ بیرون بوہڑ گٹ
ملتان

در اثبات حلیت بزرگات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

اب حلیت

تألیف

مجتبیٰ الاسلام آیتہ بن آیات اللہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

نور اللہ مرقدہ استوفی ۱۲۹۶ھ



دار الفاتحہ سرفیہ بیرون لاہور

آیت مذکورہ میں اوپر جتنے احکام آئے ہیں ان میں اگرچہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کو ہوا ہے، مگر حکم عام ہے ساری امت کے لئے، بجز اس آخری حکم کے کہ عام امت کے لئے قانون یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد جب عدت گزر جائے تو اس کی بیوی دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے، ازدواج مطہرات کے لئے یہ خصوصی حکم ہے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد کسی سے نکاح نہیں کر سکتیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ بعض شرکاء انتہات المؤمنین ہیں، اور اگرچہ ان کے انتہات ہونے کا اثر ان کی اولاد پر روحانی پر نہیں پڑتا کہ وہ سب بہن بھائی ہو کر باہم نکاح نہ کر سکیں، مگر ان کی اپنی ذات کی حد تک امتناع نکاح کا حکم دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں آپ کی وفات کا درجہ ایسا ہے جیسا کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو، اسی لئے آپ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، اسی بنا پر آپ کی ازواج کا وہ حال نہیں جو عام شوہروں کی وفات پر ان کی ازواج کا ہوتا ہے۔

یہ حکمت بھی ہے کہ شرعی قاعدے سے جنت میں ہر عورت اپنے آخری شوہر کے ساتھ رہے گی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو وصیت فرمائی تھی کہ اگر تم جنت میں میری بیوی رہو تو میرے بعد کوئی دوسرا نکاح نہ کرنا، کیونکہ جنت میں عورت اپنا آخری شوہر کو ملے گی (قرطبی)۔

اس لئے ازواج مطہرات کو جو شرف حق تعالیٰ نے دنیا میں آپ کی زوجیت کا عطا فرمایا ہے اس کو آخرت اور جنت میں بھی باقی رکھنے کے لئے ان کا نکاح کسی دوسرے سے حرام کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ طبعی طور پر کوئی شوہر اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی دوسرے کے نکاح میں جائے، مگر اس طبعی خواہش کا پورا کرنا عام لوگوں کے لئے شرعاً ضروری نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طبعی خواہش کا بھی حق تعالیٰ نے احترام فرمایا، یہ آپ کا خصوصی اعزاز ہے۔

مسئلہ: اس پر تو امت کا اتفاق ہے کہ جواز ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ کے حرم میں رہیں ان سب کا یہی حکم ہے، لیکن جن کو آپ نے طلاق دیدی، یا کسی دوسری وجہ سے وہ آپ کی زوجیت سے علیحدہ ہو گئیں ان کے بارے میں فقہاء امت کے مختلف اقوال ہیں، جن کو قرطبی نے تفصیل سے لکھا ہے۔

معجم القرآن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ
مفتی اعظم پاکستان

جلد ﴿ ۷ ﴾

لقمان، المجدہ، الزاب، سبا، فاطر، یسین، صافات، یس، زمر،
مومن، حم مجیدہ، شورٰی، زخرف، دخان، جاثیہ، احقاف
پارہ ۲۱، رکوع ۱۰ تا پارہ ۲۶، رکوع ۴

اِفَادَةُ الْمَعَارِفِ

کراچی ۱۳۷۰ پاکستان